مفتیان سعودیہ کی جہالت

مرتب

الفقی (المفتی) محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

زیر اہتمام

مرکزی ادارہ سنی جمعیۃ العلماء کمیٹی (رجسٹرڈ) شیموگہ، کرناٹک

شائع کردہ

مولانا محمد کاشف

ابن محمد ذاکر صاحب، گوتم پورم بنگلور

بفیضان امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد ابن اسماعیل بخاری علیہما الرحمہ

مفتیان سعودیہ کی جہالت

مرتبہ

الماس ملت حضرت علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی۔

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ (ازہری میاں) بریلوی شریف پرنسپل و چیف قاضی

(دار القضاء) وشیخ الحدیث دار العلوم جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان شیموگہ کرناٹک

فون:۔ 9980318265

زیر اہتمام

مرکزی ادارہ سنی جمعیۃ

العلماء کمیٹی (رجسٹرڈ) شیموگہ، کرناٹک

شائع کردہ

مولانا محمد کاشف

ابن محمد ذاکر صاحب، گوتم پورم بنگلور

بموقعہ

جشن دستار فضیلت

25 جولائی 2010

فضیلت

محمد کاشف ابن محمد ذاکر صاحب، گوتم پورم بنگلور

عالمیت

محمد ضیاء المصطفےٰ رضوی ابن فاروق احمد صاحب، گوری پالیہ، بنگلور

محمد رحمت اللہ خان رضوی ابن پاشاہ خان صاحب، آزاد نگر، شیموگہ

محمد نوشاد احمد رضوی ابن خورشید احمد صاحب، بانکا بہار۔

محمد ذبیح اللہ رضوی ابن محمد نثار احمد صاحب، احمد پور ہاسن۔

حفظ

محمد دلشاد احمد رضوی، ابن عبد اللطیف صاحب، ہرنتور پورنیہ بہار۔

محمد مقصود عالم رضوی ابن پیر جان صاحب، ساگر میسور

بفیضان شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا محمد منور حسین صاحب
علیہ الرحمۃ و رضوان

☆☆☆☆☆

نام کتاب : **مفتیان سعودیہ کی جہالت**

نام مرتب : الماس ملت:۔ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

سنہ اشاعت : 25 جولائی 2010ء (بموقع جشن دستار فضیلت)

تعداد : ایک ہزار

ناشر : مرکزی ادارہ سنی جمعیۃ العلماء کمیٹی شیموگہ، کرناٹک

قیمت : 15

صفحات : 32

کتابت : پیراموئنٹ،

شائع کردہ : مولانا محمد کاشف ابن محمد ذاکر صاحب، گوتم پورم بنگلور

آغاز سخن

اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے طہارت و پاکیزگی کا حکم دیتا ہے عقائد سے لیکر ایمانیات تک عبادت سے لیکر معاملات تک کے تقدس مآبی کو دیکھکر علوم وفنون سے آراستہ انسان اسلام کی حقانیت وصداقت کو ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جس کا ثبوت روزہ مرہ کی زندگی میں دیکھنے کو ملتا ہے یورپ ہر ممکن کوشش کر رہا ہے کہ اسلام کو بڑھنے سے روکا جائے جس کیلئے طرح طرح کی پابندیاں عائد کر رہا ہے جو نظام اسلام کے خلاف ہے۔ کبھی حجاب پر پابندی لگاتا ہے کبھی الفرقان کی اشاعت کر کے مسلمان کو گمراہ کرنے کی کاوش کر رہا ہے۔ کبھی مسلمان کو دہشت گرد قرار دیکر لوگوں کے ذہن وفکر کو اسلام کے خلاف موڑنے میں لگا ہوا ہے حرام چیزوں کو پھیلا کر اہل ایمان کو اس کا عادی بنانے میں مصروف ہے بے حیائی۔ بد تہذیبی۔ بد اخلاقی۔ بدکرداری بدچلنی کو عام کرنے نئے نئے خوبصورت چیزوں کو لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے اس سامان کے اندر کچھ ایسی خوبی وکمال کا جوہر بھی رکھ دیا ہے یا اسے معاشیات سے ایسے جوڑ دیا ہے کہ لوگوں کا جس سے چھٹکارہ حاصل کرنا بڑا مشکل ہو گیا ہے۔ ان تمام حربے کے استعمال کے باوجود مغربی دنیا اپنے مقصد اور نصب العین میں کامل طور پر کامیاب نہیں ہو سکا ہے۔ بلکہ اس کے آنگن ہی میں تیزی کے ساتھ شجر اسلام کی شاخیں پھیلتی جا رہی ہیں ایک حد تک اہل مغرب کامیاب بھی ہیں جس کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا ہے دوسری طرف مسلمانوں کے اندر رہنے والوں کی خریداری بھی کی تا کہ وہ اسلام کے نام پر غلط کاریوں کیلئے ذہن سازی کرے جس کیلئے ایسے افراد کا انتخاب کیا جو علمی گھرانے سے تعلق

رکھتا تھا جس میں علماء کے ایک طبقے کو خریدا دوسری جانب علم عصری سے لیس افراد کی خریداری بھی ہوئی تا کہ اسلام کا نام لیکر مسلمانوں کے ذہن وفکر میں برائیاں بھر دیا جائے اسے برائیوں کا شہنشاہ بنا دیا جائے اور سب کچھ اس لئے کیا کہ خود بخود ان کے ذہن وفکر سے اسلام کا چراغ بجھ جائے اسلامی عقیدت کے شرارے کا وجود مٹ جائے جس کیلئے ابن تیمیہ جیسا شخص فروخت ہوا اور اس نے اسلام کے خلاف تحریک شروع کیا۔اس نے ۶۹۸ھ میں عقائد حشویہ کا اظہار کیا جس کے سبب ایک ہنگامہ کھڑا ہوا اور بحث ومباحثہ کا دور شروع ہوا۔۲۳ رمضان ۷۰۵ میں قاضی زین الدین نے اس کے غلط عقائد کی بنیاد پر اسے کافر قرار دیا کیونکہ اس کا عقیدہ تھا کہ خدا عرش پر ہے اور وہ حرف وصوت کے ساتھ کلام کرتا ہے (سرگذشت ابن تیمیہ ص ۱۱) دوسرا دور محمد ابن عبدالوہاب نجدی کا ہے جسے انگریز نے اپنا،،زرخرید غلام بنایا ابن عبدالوہاب نجدی ۱۱۱۱ھ ۱۷۰۳ء میں نجدی کی سرزمین پر پیدا ہوا اس نے ابن تیمیہ کے نظریات کی ہی اشاعت کرنا شروع کیا بلکہ اس سے کئی قدم اسلامی عقائد کو مٹانے میں آگے بڑھ گیا بصرہ کے جنوب مشرق میں ایک مقام ہے جسے درعیہ کہتے ہیں یہ نجد کا ایک حصہ شمار کیا جاتا ہے مسیلمہ کذاب اسی جگہ کا رہنے والا تھا جس نے نبوت کا اعلان کیا تھا ابن سعود (۱۷۴۷، ۱۷۶۵) اسی درعیہ کا حاکم تھا اس وقت حجاز مقدس پر مسعود ابن سعید (۱۱۴۶ھ ۱۱۴۵) کی حکومت تھی اور عالم اسلام کے خلیفہ سلطان روم محمود خان اول (۱۱۴۳ھ ۱۱۶۸) تھے مصر و حجاز کے علاقے بھی ان ہی کے ماتحت اور زیر نگیں تھے اور ہر طرف اسلامی عقائد کی خوشگوار فضائیں مشکبار تھیں ابن عبدالوہاب نجدی نے جب وہابیت کی تحریک ومشن کو شروع کیا تو الحصا کے حاکم سلیمان نے اسے وہاں سے نکال دیا جس کی وجہ سے انتقامی جذبہ اس کے سینے میں

بھڑک اٹھا اس نے اپنے نئے مذہب کے فروغ کیلئے ابن سعود کو اپنے دام فریب میں لینے کی کو شش کرنے لگا لیکن جب وہاں بھی اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو اس نے ابن سعود کی بیوی اور بھائی کو بہکانے لگا۔ اور اس میں کامیاب ہوگیا۔ جس کے باعث ابن عبدالوہاب۔ بیوی کے بے دام غلام ابن سعود کے رفتہ رفتہ قریب ہوتا چلا گیا پھر ابن سعود حکومت کو پھیلانے کی لالچ میں اپنے ایمان وعقائد حقہ سے ہاتھ دھو بیٹھا اور وہابی تحریک کے ساتھ دینے کی حامی اس شرط کے ساتھ بھرلیا کہ مذہب تمہارا ہوگا تلوار وحکومت ہماری ہوگی دونوں نے ملکر پہلا نشانہ ریاض کے امیر ابن دواس کو بنایا پہلے اسے پیغام بھیجا کہ وہ وہابی عقائد قبول کرلے اس نے قرآن واحادیث کے خلاف مذہب وعقیدے کو قبول کرنے سے صاف انکار کردیا تو امیر درعیہ کے ساتھ ملکر محمد ابن عبدالوھاب نے ریاض پر حملہ کردیا اور ۱۷۷۳ء میں اس پر قبضہ جمالیا اس طرح قتل وغارت گری کا بازار گرم کردیا اور دہشت گردی کو اپنا شیوہ بنالیا جبکہ قرآن کا اعلان ہے لا اکــراہ فـی الـدیـن دین میں جبروزبردستی نہیں ہے۔ لیکن اپنے نئے مذھب وہابیت کو پھیلانے کیلئے اس نے ظلم وبربریت سے کام لیا۔ جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے حجاز مقدس میں حکومت ابن سعود کی ہوگئی اور مذھب ابن عبدالوہاب کا جاری ہوا۔ ہندوستان میں وہابیت نے ابن عبدالوہاب کی کتاب کتاب التوحید اور ردالاشراک سے جنم لیا۔ تیرھویں صدی کے آواخر میں جب مغل حکمران کا چراغ گل ہوگیا اور انگریز ہندوستان کا بے تاج بادشاہ بن بیٹھا تو اس دور میں مولوی اسمعیل نے ان دونوں کتابوں کے نظریات و افکارات وعقائد کا اردو ترجمہ کیا۔ جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اسے انگریز نے چھپوا کر مفت تقسیم کروایا۔ یعنی انگریز نے ہندوستان میں اپنے فریب کا شکار مولوی اسمعیل دہلوی کو بنایا

وہیں سے وہابیت ہندوستان میں پھیلنے لگی بڑے ہنگامے ہوئے لیکن انہوں نے بھی تلوار و دہشت گردی کا سہارا لیا اور اپنی شاخیں مضبوط کیا۔ جس کے باعث ہندوستان میں اسی وہابی فرقہ سے بہت سارے فرقے نے جنم لیا جیسے غیر مقلدین یعنی اہل حدیث، دیوبندی، تبلیغی، قادیانی، نیچری، یعنی اہل قرآن، مودودی یعنی جماعت اسلامی، ایک دو فرقے کے علاوہ آج بھی سبھی باطل جماعت والے ابن عبدالوہاب ۔ ابن تیمیہ اور اسمعیل دہلوی کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور ان کے غلط عقائد کی تائید کرتے ہیں اور اسے حق جان کر خوب پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں طالبانی ہو یا القاعدہ یا حرکت المجاہدین یا دیگر دہشت گرد تنظیمیں کے سب کا تعلق انہی جماعتوں سے ہے اور وہابی مذہب کو پھیلانے کی کوشش میں لگ کر اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو ختم کرنے میں لگے ہوئے ہیں چونکہ یہ لوگ وہابیوں کے علاوہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں۔ ان کا سارا کام سعودیہ سے ہوتا ہے وہیں سے انہیں پیسہ دیکر مذہب کو پھیلانے کی اجازت دیجاتی ہے ابھی مفتیان سعودیہ کے وہابی عقیدے مطابق فتوے نے پورے عالم اسلام کو حیران کر دیا ہے کہ ایک اجنبیہ عورت ایک اجنبی مرد کو اپنا دودھ پلا کر محرم بنا سکتی ہے اس طرح مفتیان سعودیہ وہابیہ نے زنا کا عام دروازہ کھولدیا یعنی عورتوں کو اس بہانے زنا کی عام اجازت دیدیا دوسرا فتوہ وہابیہ کا یہ ہے کہ موسیقی حرام نہیں ہے۔ جس سے گانے بجانے کی بھی عام اجازت دیدی گئی تا کہ شہوت سے بھرا گانا سنے اور اجنبیہ عورت کا دودھ پی کر اس سے ملنے جلنے کی اجازت حاصل کر کے اپنی جنسی خواہشات کا بھرپور لطف اٹھائے۔ خیال آیا کہ اس کا جواب اسلامی قانون کے ذریعے دیدیا جائے تا کہ کوئی خوش عقیدہ مسلمان مرد و عورت مفتی کا نام سن کر گمراہ نہ ہو جائے اور اسے شریعت کی اجازت تصور کرتے

ہوئے زناکاری میں ملوث نہ ہوجائے، جس کیلئے میں نے امسال دارالعلوم جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان کے شعبۂ فضیلت سے فارغ ہونے والے فاضل نوجوان مولانا محمد کاشف ابن محمد ذاکر گوتم پورم بنگلور سے ذکر کیا تو انہوں نے دستار فضیلت کی خوشی میں اس کی اشاعت کی ذمے داری اپنے سر لیا۔ اللہ مولانا موصوف اور ان کے والدین کریمین واہل خاندان کو دارین کی سعادت ازلیہ وابدیہ سے مالا مال فرما کر اس کتاب کو ان کی نجات کا ذریعہ بنادے مزید دین کی اشاعت وترویج کی توفیق بخشے۔ آمین

مفتیان سعودیہ کا غیر محرم کو محرم بنانے کا نیا نسخہ

۲ جولائی ۲۰۱۰ء اخبار سالار بنگلور۔ اخبار انقلاب گلبرگہ۔ اخبار اعتماد حیدرآباد۔ میں (یو این آئی) کے ذریعے یکم جولائی کو ریاض سے اس خبر کو عام کی گئی کہ سعودیہ عربیہ کی راجدھانی ریاض میں مفتیان سعودیہ کی بیٹھک عمل میں آئی اور یہ نکتہ زیر بحث رہا کہ فتویٰ دینے کا اختیار کن مقتدرین مفتیان کو حاصل ہے وہیں موجود شیخ العبیقان شاہی عدالت کے مشیر جو وزرات انصاف کے بھی صلاح کار ہیں نے اپنے فتوے میں کہا کہ جو عورتیں برابر مردوں کے رابطے میں رہنے پر مجبور ہیں وہ عورتیں ان مردوں کو اپنا دودھ پلادیا کریں۔ اس طرح وہ مردان کے لئے محرم بن جائیں گے انہوں نے کہا کہ بہر حال مرد منہ لگا کر دودھ نہیں پی سکتا ہے بلکہ دودھ نکال کر دینا ہوگا۔ اس طرح اسلامی ضابطے کو توڑے بغیر وہ محرم بن سکتا ہے یہ اطلاع گلف نیوز نے دی ہے ابھی اس فتوے پر اعتراض جاری ہی تھا۔ کہ ایک دوسرے باثر سعودی مفتی ابواسحاق الخوینی نے نامحرم مرد وعورت کو محرم بنانے کیلئے منہ لگا کر

دودھ پلانے کی بات کہی ایک دوسرے فتوے کے ذریعہ ایک سعودی عالم دین عادل الکلبانی نے یہ کہکر حیرت میں ڈالدیا کہ موسیقی غیر اسلامی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں موسیقی کو حرام قرار نہیں دیا گیا ہے۔ کلبانی مسجد حرام کے پہلے سیاہ فام امام ہیں ان کا استدلال ہے کہ اسلام میں واضح طور پر موسیقی کے حرمت کا ذکر نہیں ہے جبکہ موسیقی شریعت اسلامیہ میں حرام ہے اور اس کی حرمت قرآن واحادیث سے ثابت ہے۔

اہل حدیث کا فتوی

مفتیان سعودیہ کا یہ کوئی نیا فتوی نہیں ہے بلکہ وہابی مذھب ودھرم کا یہ بہت پرانا فتوی ہے کہ ایک جوان اجنبی نامحرم مرد کسی جوان اجنبیہ نامحرم عورت کا دودھ پی لے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی وہ اجنبی مرد اس اجنبیہ کا رضائی بیٹا ہو جائے گا اس کے بعد اس سے بے پردہ اس کا ملنا جلنا گھومنا اس کے ساتھ سفر کرنا سیر وتفریح کیلئے جانا سب جائز ہو جائے گا۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب المنہج المقبول من شرائع الرسول کے صفحہ ۵۴ پر لکھتا ہے کہ ایک اجنبیہ عورت ایک اجنبی غیر مرد کو جو داڑھی والا ہو اسے اپنا دودھ پلا سکتی ہے اس کا داڑھی والے کو دودھ پلانا جائز ہے۔ یعنی عورت کو دیکھنا جائز قرار دینے کیلئے عورت کا بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے۔ صدیق حسن کے بیٹے نے باپ کی تقلید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ غیر عورت کا بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے تا کہ وہ مرد اس عورت سے بار بار ملنا چاہے اور اسے دیکھنا چاہے تو اس فعل کے ذریعے عورت کو مرد کا دیکھنا جائز ہو جائے (عرف الجاوی ص ۱۳۴) وحید الزماں کیرانوی نے بھی ویسا ہی لکھا ہے کہ بڑے آدمی کو غیر

آدمی کا دودھ پلانا جائز ہے اگر چہ داڑھی والا ہو۔ تا کہ اس عورت کا دیکھنا جائز ہو جائے (نزل الابرار فی فقہ النبی المختار ج۲ ص ۷۷) اہلحدیث کے مجدد علامہ شوکانی لکھتا ہے کہ بڑی عمر والے کو عورت کا دودھ پلانا جائز ہے۔ اگر چہ داڑھی رکھتا ہو تا کہ اجنبی مرد کا اجنبیہ عورت کو دیکھنا جائز ہو جائے۔ (الدر البہیہ ص ۳۴) ظاہر ہے کہ یہ ان وہابیہ کا نیا فتوی نہیں ہے بلکہ مفتیان سعودیہ نے انہیں کی تقلید کی ہے اب اس تعلق سے قرآن و احادیث کیا کہتا ہے غور کریں پھر وہابیہ کے عقائد کا جائزہ لیں تا کہ حقیقت کھل کر سامنے آ جائے

قرآن سے رضاعت کا بیان

اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس اس کیلئے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے (البقر آیت ۲۳۲) اس آیت میں رضاعت کا بیان ہے پہلی بات تو آیت سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ مدت رضاعت کے اندر بھی دودھ چھڑا سکتی ہے لیکن مکمل دودھ پلانے کی مدت پوری کرنی چاہے تو بھی کر سکتی ہے لیکن زیادہ سے زیادہ دو سال تک ہی پلا سکتی ہے۔ آیت سے واضح ہو گیا کہ دودھ پلانے کی پوری مدت صرف دو سال ہے۔ دوسری آیت میں ہے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہنہ میں ہے۔ (الاحقاف آیت ۱۵) اس آیت سے واضح ہے کہ مدت حمل کی کم مقدار چھ مہنہ ہے یعنی جو بچہ چھ مہنے میں پیدا ہو وہ حلالی قرار پائے گا اسے حرامی نہیں کہا جا سکتا ہے اسی آیت سے امام اعظم استدلال کرتے ہیں کہ مدت رضاعت ڈھائی سال ہے لیکن امام یوسف و امام محمد مدت رضاعت دو سال ہی فرماتے ہیں ہاں ڈھائی سال کے اندر اگر کوئی عورت کسی بچے کو جو ڈھائی سال سے کم کا ہو

دودھ پلادے تو حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی اس آیت سے بھی مدت رضاعت دو سال ہی ثابت ہوتی ہے تیسری آیت میں ہے۔ اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے۔ (لقمان آیت ۱۴) اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ مدت رضاعت دوسال ہے اس سے زیادہ نہیں ہے۔ ان آیات سے مدت رضاعت کا دوسال ہونا ثابت ہوگیا بر بنائے احتیاط ڈھائی سال ہے اس کے علاوہ سے مدت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے تو حرمت رضاعت بھی ثابت نہیں ہوگی۔

احادیث سے رضاعت کا بیان

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہی دودھ پلانا حرمت کو ثابت کرتا ہے۔ جو چھاتی سے نکل کر آنتوں کو پھاڑے اور یہ دونوں دودھ چھڑانے کی مدت سے پہلے ہو۔ (ترمذی کتاب الرضاع) مطلب یہ ہے کہ حرمت رضاعت اس دودھ سے ثابت ہوتی ہے جو بچہ کیلئے باقاعدہ غذا ہو اس کی موجدگی میں کسی دوسری غذا کی حاجت نہ ہو۔ واضح ہے کہ حرمت رضاعت مدت رضاعت میں ثابت ہوتی ہے اس کے بعد نہیں یہی جمہور کا مسلک ہے کہ مدت رضاعت دوسال ہے یا بر بنائے احتیاط ڈھائی سال ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا یہ آپ کو ناگوار گذرا اور میں نے آپ کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار دیکھے حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا رضاعی بھائی ہے آپ نے فرمایا اپنے رضاعی بھائی کو دیکھ لیا کرو کیونکہ رضاعت

وہی معتبر ہے جو بھوک کے ایام (یعنی ایام رضاعت) میں ہو۔ (مسلم کتاب الرضاع) واضح ہے کہ بھوک مٹانے کی مدت دو یا ڈھائی سال ہی ہو سکتی ہے اس کے بعد عموماً بچے دوسری غذا استعمال کرنے لگتے ہیں اور دودھ بھوک مٹانے کیلیئے کافی نہیں ہوتا ہے۔ چونکہ ان ایام میں بچے کی غذا فطرۃ و عادۃ دودھ کے علاوہ کوئی اور چیز ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رضاعت وہ معتبر ہے جس سے بچہ کی ہڈیاں سخت اور مضبوط ہوں اور گوشت پیدا ہو۔ (ابوداؤد باب فی الرضاعۃ الکبیر) واقعہ اصل میں یہ ہوا کہ ایک دیہاتی کے گھر بچے کی ولادت ہوئی کچھ دنوں کے بعد بچے کا انتقال ہو گیا۔ بچے کی ماں کی چھاتی میں دودھ جمع ہو کر چھاتی میں ورم آ گیا شوہر سے بیوی کی تکلیف دیکھی نہ گئی اس نے منہ سے دودھ چوس کر باہر پھینکنا شروع کر دیا۔ اتفاقاً ایک روز چند قطرے حلق کے اندر اتر گئے۔ اس نے اس بارے میں ابو موسیٰ اشعری سے مسئلہ دریافت کیا انہوں نے کہا تمہاری بیوی تم پر حرام ہو گئی۔ وہ شخص پریشان ہو کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور مسئلہ دریافت کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تو نے یہ مسئلہ کسی اور سے بھی دریافت کیا ہے اس نے ابو موسیٰ اشعری کا نام لیا۔ اور اس نے کہا کہ انہوں نے فرمایا کہ تمہاری بیوی تم پر حرام ہو گئی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ کے پاس گئے اور ان سے فرمایا لا رضاع ماشد العظم یعنی رضاعت وہی معتبر ہے جو ہڈی کو سخت کرے اس پر ابو موسیٰ اشعری نے کہا جب تک ابن مسعود تمہارے درمیان موجود ہے اس وقت تک مجھ سے کوئی مسئلہ دریافت نہ کرے۔ (الدر المنثور ج ۲ ص ۱۹) اس حدیث سے جہاں یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مدت رضاعت دو سال ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر شوہر بیوی کا دودھ پی لے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی

ہے اور بیوی رضاعی ماں نہیں بنتی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مدت رضاعت دوسال ہے یعنی دوسال تک بچے کو دودھ پلانا جائز ہے اس کے بعد دودھ پلانا درست نہیں ہے۔ لیکن حرمت رضاعت ڈھائی سال تک دودھ پلا دینے سے ثابت ہوجاتی ہے۔ اس عمر کے بعد دودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی حرمت رضاعت کا اعتبار کیا جاتا ہے اکثر ائمہ کا یہی مذھب ہے اور اکثر اہل علم صحابہ کا اسی پر عمل بھی رہا ہے حدیث میں فی الثدی کا لفظ بھی محل رضاعت یعنی دوسال ہی کے دودھ پلانے پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لفظ کو رسول اللہ ﷺ نے اس وقت بھی فرمایا تھا جب آپ کے ساجزادے حضرت ابراھیم کا انتقال ہوگیا تھا کہ وہ دودھ پلانے کی مدت میں انتقال کر گئے ہیں اور انہیں دودھ پلانے والی جنت میں مقرر ہے اس وقت حضرت ابراھیم کی عمر ایک سال دس مہینے کی تھی دار قطنی کی روایت میں ایک حدیث دوسال کی مدت کے بعد حرمت رضاعت کے معتبر نہ ہونے کی موجود ہے ۔ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ دوسال کے بعد حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے ۔ابو داؤد طیالسی کی روایت میں بھی اس بات کی صراحت موجود ہے کہ دودھ پلانے کی مدت پوری ہوجانے کے بعد حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے (بحوالہ ابن کثیر ج ا ص ۱۰۷)

مدت رضاعت میں مذاھب

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ مدت رضاعت دو سال ہے صحابہ میں سے حضرت عمر حضرت علی حضرت ابن عمر حضرت ابن مسعود حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی تمام ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنھن کا یہی نظریہ ہے اور مجتہدین میں سے امام شعبی امام ابن شبرمہ۔ امام اوزاعی۔ امام شافعی امام احمد، امام اسحاق ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام ابو ثور کا بھی یہی نظریہ ہے کہ مدت رضاعت بس دو سال تک ہی ہے۔ لیکن امام مالک کے نزدیک مدت رضاعت دو سال دو ماہ ہے۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ مدت رضاعت تیس ماہ یعنی ڈھائی سال ہے۔ (المغنی ج ۸ ص ۱۴۲) امام زفر کے نزدیک تین سال مدت رضاعت ہے۔ جہاں تک امام مالک کی بات ہے تو اس بارے میں ان کے کئی قول ہیں۔ ایک جمہور کے مطابق ہے دوسرا دو سال ایک مہینہ ہے تیسرا جو اوپر بیان ہوا چوتھا امام اعظم کے مطابق ہے پانچواں دو سال اور مزید اتنی مدت جس میں بچہ دوسری غذا کا عادی ہو سکے (فتح القدیر ج ۳ ص ۳۰۷ فتح الباری ج ۹ ص ۱۴۶) امام محمد، امام ابو یوسف اور جمہور اس آیت کو اپنا دلیل بناتے ہیں۔ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین (بقرآیت ۲۳۳) وہ عورت دو سال دودھ پلائے جو دودھ پلانے کی مدت مکمل کرنا چاہے اور تکمیل کے بعد اضافہ نہیں ہوتا ہے۔ جمہور کی دوسری دلیل وفصالہ فی عامین ہے (لقمن آیت ۱۴) اور اس کا دودھ چھوٹنا دو سال میں ہے دودھ چھوٹنے کے بعد دودھ نہیں پلایا جاتا ہے۔ واضح ہے کہ دو سال کے اندر بچے کو دودھ کفایت کرتا ہے دو سال کے بعد اس کو دودھ کفایت نہیں کرتا ہے دو سال کے بعد بچہ رضاعت کے حق میں بڑوں کی طرح ہو جاتا ہے یعنی حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ جمہور کی تیسری دلیل۔ وحملہ و فصالہ ثلثون شھرا ہے (احقاف ۱۵) کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے فبقی للفصال حولان (فتح القدیر ج ۳ ص ۳۰۹) یعنی دودھ

چھڑانے کی مدت دوسال قرار پائی ۔حضرت ابن عباس کی روایت بھی ہے فرماتے ہیں
قال رسول اللہ ﷺ لا رضاع الا ماکان فی الحولین (الدارقطنی ج ۴ ص
۱۷۴) رضاعت دوسال تک ہی کی معتبر ہے امام اعظم بھی انہیں آیتوں سے استدلال کرتے
ہیں اور جمہور کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حولین یعنی دوسال کے ذکر کردینے سے یہ
لازم نہیں آتا کہ دوسال کے بعد رضاعت درست نہ ہو بلکہ آگے رب فرماتا ہے فان اراد
فصالا عن تراض منهما وتشاور فلا جناح علیهما ۔پھر اگر (میاں
بیوی) دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں میں سے کسی پر
گناہ نہیں اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے۔کہ دوسال کے بعد بھی دودھ پلانا جائز ہے فاتعقیب
کیلئے ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ فصال یعنی دودھ چھڑانا بعد الحولین یعنی دوسال
کے بعد ہوگا جس سے معلوم ہوا کہ دوسال کے بعد بھی دودھ پلانا پایا جاسکتا ہے یہاں سے یہ
بھی ثابت ہوا کہ یہ آیت مدت رضاعت کی تحدید (یعنی دودھ پلانا دو ہی سال تک ہو)
کیلئے نہیں آئی ہے بلکہ اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ دوسال تک یعنی مدت رضاعت کا نفقہ
باپ پر دینا لازم ہوگا دوسال کے بعد کا نفقہ دینا لازم نہیں آئے گا (فتح القدیر ج ۳ ص ۳۰۹)
نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح
علیکم (بقرآیت ۲۳۳) اور اگر تم لوگ کسی دایا سے دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر کوئی گناہ
نہیں ہے اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس آیت سے مراد دوسال کے بعد دودھ پلوانا
ہے اور اس لئے بھی کہ دودھ جس طرح دوسال سے پہلے غذا بنتا ہے دوسال کے بعد بھی بنتا
ہے اور دودھ دوسال کے بعد فوراً ہی نہیں چھڑایا جاسکتا ہے بلکہ دھیرے دھیرے چھڑایا جاتا

ہے یہاں تک کہ بچہ دودھ بھول جائے اور کھانا کھانے پر آمادہ ہوجائے اسلئے دوسال پر کچھ مدت کا اضافہ کرنا ضروری ہوا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر فورا دودھ چھڑادیا جائے تو بچہ کے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ دودھ پلانے والی کیلئے بھی بعض بیماریوں کا سبب بن سکتا ہے اسلئے تجربات کی روشنی میں چھ مہینے کا اضافہ کیا گیا جو اقل مدت حمل ہے۔ جمہور کی طرح امام اعظم بھی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں و حمله و فصله ثلثون شهرا۔ صاحب ہدایہ استدلال کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ نے اس میں دو چیزوں کا ذکر کر کے ان کی مدت بیان کی ہے جس کا تقاضا یہ تھا کہ حمل اور رضاعت ہر ایک کیلئے تیس ماہ کی مدت ہوتی لیکن حمل کے حق میں ایک رکاوٹ پائی گئی اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی روایت کردہ حدیث ہے۔ لایکون الحمل اکثر من سنتین قدر ما یتحول ظل المغزل (فتح القدیر ج۳ ص۳۰۸۔ فتح الباری بحوالہ دارقطنی ج۴ ص۱۸۰) فرماتی ہیں کہ قسم خدا کی پیٹ میں کوئی بچہ دوسال سے زائد نہیں رہتا ہے یعنی حمل کی اکثر مدت دوسال ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اسلئے دودھ چھڑانے کی مدت ڈھائی سال قرار پاتی ہے۔ لیکن حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو کچھ اس بارے میں صاحب ہدایہ نے کہا ہے۔ وہ بہت رکیک ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی روایت سے آیت کا منسوخ ہونا لازم آرہا ہے جو درست نہیں ہے اس پر اگر کوئی کہے کہ حضرت عائشہ کا اثر ناسخ نہیں بلکہ مخصص ہے تو اس کو یہ جواب دیا جائے گا کہ تخصیص عام میں ہوتی ہے جبکہ آیت میں عدد کا ذکر ہے جو خاص کے قبیل سے ہے لہذا اثر ناسخ ہی بنے گا مخصص نہیں (فیض الباری ج۴ ص۲۷۸) اس لئے جواب وہ صحیح ہے جو علامہ نسفی نے دیا ہے حملہ کا مطلب حمل علی الایدی ہے گویا آیت میں یہ

بیان کرنا مقصود ہے کہ مدت رضاعت ڈھائی سال ہے جو عادۃً بچے کو گود میں اٹھانے کا بھی زمانہ ہے علامہ نسفی نے یہ جواب امام اعظم کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کیا ہے (تفسیر مدارک ج ۵ ص ۲۵) اس پر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آیت حملته امه کرها و وضعته کرها (احقاف آیت ۱۵) سے ظاہر ہے کہ حمل سے فی البطن مراد ہے یعنی پیٹ کا بوجھ اٹھانا۔ حمل علی الایدی والاکف ہاتھ اور ہتھیلی پر اٹھانا نہیں جس کا تقاضا یہ ہے کہ حمله و فصاله میں بھی حمل فی البطن ہی مراد ہو تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ دراصل اس آیت میں بچہ کی خاطر ماں کے مشقت اٹھانے کی مختلف مراحل کو بیان کیا گیا ہے یعنی (۱) حملته امه کرها ای فی البطن (۲) وضعته کرها (۳) وحمله ای علی الا یدی (۴) وفصاله ان کے باوجود کہنا پڑے گا کہ جمہور وصاحبین کا مسلک دلائل کے رو سے نہایت قوی اور راجح ہے چنانچہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں ولا یخفی قوۃ دلیلهما (البحر الرائق ج ۳ ص ۲۲۳ کتاب الرضاع) اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے کہ اس معاملے میں صاحبین کی دلیل بہت مضبوط ہے اس لئے کہ آیت والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین میں آگے لمن اراد ان یتم الرضاعة کے الفاظ اس پر دال ہیں کہ حولین کے تام ہونے کے بعد رضاعت نہیں۔ اگر کسی کو اس پر شک ہو کہ فان ارادا فصالا عن تراض منهما وتشاور فلا جناح علیهما کے الفاظ اس پر دال ہیں کہ حولین کے بعد فصال رضامندی اور مشورہ پر موقوف ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رضامندی نہ ہو تو حولین کے بعد بھی دودھ پلایا جاسکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تراضی اور تشاور حولین کے

اندر اندر ہے حولین کے بعد اس کی ضرورت ہی نہیں بلکہ دودھ نہ پلانا متعین ہے اس لئے تو
کہا گیا کہ امام اعظم کا قول کہ مدت رضاعت ڈھائی سال ہے جس سے حرمت رضاعت
ثابت ہوتی ہے۔ یہ قول احتیاط کی بنیاد پر ہے ان حوالجات سے واضح ہو گیا کہ مدت رضاعت
وحرمت رضاعت دو یا ڈھائی سال کے بچے کو دودھ پلانے سے ہوتی ہے جوان کو دودھ پلا
دینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ لیکن امام زفر کہتے ہیں کہ جب اضافہ ہی کرنا
ہے تو پورے سال کا اضافہ کیا جائے اس لئے وہ مدت رضاعت تین سال قرار دیتے ہیں۔
(المبسوط ۵ ج ص ۱۳۷ / ۱۳۶) ان حوالجات سے واضح ہو گیا کہ بالغ مرد کو دودھ پلانے
سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ مفتیان سعودیہ کا اس طرح کے مسئلہ کی اجازت دینا
ان کی سراسر جہالت ہے۔ ایک نظر ان دلائل پر جس کو غیر مقلدین بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام سالم
حضرت ابو حذیفہ کے ساتھ ان کے مکان میں رہتا تھا۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا
نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیں کہ سالم دوسرے مردوں کی طرح جوان
ہو گیا ہے اور ان باتوں کو سمجھنے لگا ہے جن کو مرد سمجھتے ہیں وہ ہمارے گھر آتا جاتا ہے اور میں یہ
محسوس کرتی ہوں کہ حضرت ابو حذیفہ کو یہ ناگوار لگتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اس کو دودھ
پلا دو تا کہ تم اس پر حرام ہو جاؤ پھر ابو حذیفہ کے دل میں جو اس سے ناگواری آتی ہے وہ جاتی
رہے گی۔ وہ دوبارہ آئیں اور اس نے کہا میں نے اس کو دودھ پلا دیا اور ابو حذیفہ کے دل میں

جو ناکواری تھی جاتی رہی (مسلم شریف) غیر مقلدین اسی حدیث کو دلیل میں پیش کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ اگر اجنبیہ عورت کسی اجنبی جوان مرد کو دودھ پلا دے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی اور وہ عورت اس اجنبی کی رضاعی ماں ہو جائے گی اور اسی کی تقلید مفتیان سعودیہ نے کیا ہے۔ یہاں پر ایک اشکال پیش آتا ہے کہ ایک جوان اجنبی مرد کیلئے یہ کیسے جائز ہوگا کہ وہ ایک اجنبیہ جوان عورت کی چھاتی میں اپنا منہ لگائے تو علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ شاید حضرت سہلہ نے کسی برتن میں دودھ ڈالکر دیا ہو اور سالم نے اس برتن سے دودھ پیا ہو علامہ ابن ہمام کے جواب کی تائید حسب ذیل روایت سے ہوتی ہے علامہ ابن سعید بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ کی روایت ہے کہ کسی ڈبہ یا برتن میں دودھ کا چند قطرہ ڈالدیا جاتا تھا اور پانچ دن تک روزانہ اس میں سے حضرت سالم کو ایک قطرہ پلایا جاتا تھا (الطبقات الکبری ج ۸ ص ۲۷۱) حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی علامہ واقدی کے حوالہ سے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ (الاصابہ ج ۴ ص ۳۳۷) کہ سہلہ بنت سہیل ایک برتن میں اپنا دودھ نکال لیتی تھیں جس کو سالم پی لیتے تھے۔ العبہانان نے اس لئے دودھ نکال کر دینے کی بات کی ہے۔ لیکن اہل حدیث کے ایک بڑے عالم ابن حزم کا مسلک یہ ہے کہ رضاعت کی کوئی مدت متعین نہیں ہے۔ دودھ چھوٹے یا بڑے ہونے کے بعد پیئے ہر حال میں حرمت رضاعت ثابت ہوگی۔ (المحلی ج ۱۰ ص ۱۹ / ۱۷۱۔ رضاع الکبیر محرم ص ۱۸۶۹) ان کے نزدیک دودھ پینے والوں کے لئے ضروری ہے کہ چھاتی میں منہ لگا کر پیئے چنانچہ برتن میں نکالے ہوئے دودھ کے پی لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی (صفۃ الرضاع المحرم ص ۱۸۶۶) اس کی تقلید کرتے ہوئے ابواسحاق الخویني نے رضاعت ثابت ہونے کے لئے منہ لگا کر دودھ پینے کی بات کہی ہے ابن

تیمیہ بھی اسی کے قائل ہیں ابن تیمیہ سہلہ بنت سہیل کے دودھ پلانے کا واقعہ ذکر کر کے لکھتے ہیں حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود مرفوعا روایت کیا ہے کہ رضاعت اس وقت معتبر ہوگی جب بھوک مٹا سکے لیکن حضرت عائشہ کی رائے یہ تھی کہ جب دودھ پلانے سے مقصود غذا ہو اور دو سال کے اندر دودھ پلایا جائے تو حرمت رضاعت ہوگی اور اگر دو سال کے بعد دودھ پلا جائے تو حرمت رضاعت نہیں ہوگی۔ اور اگر دودھ پلانے سے مقصود غذا نہ ہو بلکہ کسی ضرورت کی وجہ سے رشتہ رضاعت ثابت کرنا ہو تو دو سال کے بعد بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ کیونکہ ضرورت کی وجہ سے کبھی ایسی چیزیں جائز ہو جاتی ہیں جو بلا ضرورت جائز نہیں ہوتیں۔ (مجموع الفتاوی ج ۳۴ ص ۶۰) لیکن یہ بات حرمت رضاعت میں قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ اجماع کے خلاف ہے جب کہ اجماع حجت شرعیہ ہے علامہ نووی نے لکھا ہے کہ داؤد ظاہری کا بھی یہی موقف و مسلک ہے کہ بالغ کے دودھ پی لینے سے نامحرم محرم بن جاتا ہے قاضی شوکانی اسی کو فوقیت دیتے ہیں۔ (نیل الاوطار ج ۸ ص ۱۳۶) گویا ابن حزم، ابن تیمیہ، علامہ شوکانی، سارے غیر مقلدین کے گرو گھنٹال ابوداؤد ظاہری کی تقلید کرتے ہیں لیکن ان گرو گھنٹالوں نے خود کو حنبلی کہلوایا ہے۔ جس حدیث سے یہ حضرات حرمت رضاعت ثابت کرتے ہیں وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا اجتہاد تھا جو کسی طرح بھی قابل حجت نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی دوسری روایت سے واضح ہے کہ حرمت رضاعت اس دودھ سے ہے جو بھوک مٹا سکے جیسا کہ آپ فرماتی ہیں انما الرضاعة من المجاعة (مسلم) رضاعت بھوک سے ہوتی ہے یعنی دودھ پینے سے بھوک مٹ سکے اور یہ دو یا ڈھائی سال کی عمر تک ہی ہوتا ہے اس کے بعد بھوک کھانے سے مٹتا ہے خود

دوسری امہات المومنین نے اس حکم کو عام تسلیم نہیں کیا اور کسی کیلئے جائز ہونے کو قابل قبول نہیں مانا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج نے اس قسم کی رضاعت کے ساتھ کسی کے گھر آنے سے انکار کیا اور سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ کی قسم یہ ایک خاص رخصت تھی جو رسول اللہ ﷺ نے سالم کو عطا فرمائی تھی اور یہ صرف سالم کی خصوصیت تھی اس رضاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کسی کو ہمارے سامنے نہیں لائے اور نہ ہم اسے جائز خیال کرتے ہیں (مسلم شریف) جمہور صحابہ تابعین اور مجتہدین کا مسلک بھی یہی ہے کہ اس حدیث سے عام حکم نہیں دیا جا سکتا ہے کہ ہر شخص اجنبیہ جوان عورت کا دودھ پینے لگے اور ہر عورت ہر بالغ مرد کو دودھ پلا کر اپنا بیٹا بنا لے یہ صرف حضرت سہلہ بنت سہیل کیلئے رخصت تھی اور حضرت سالم کی خصوصیت تھی حضرت ابن مسعود۔ حضرت جابر۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھم سے سنن ابوداؤد۔ مسند ابوداؤد طیالسی سنن دار قطنی میں اسی مضمون کی روایات ہیں اور تمام فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بالغ کو اگر کوئی عورت دودھ پلا دے تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی جیسا کہ طبقات ابن سعد میں بھی مذکور ہے وکان بعد یدخل علیھا وھی حاسر رخصة من رسول اللہ لسھلة بنت سھیل (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۷۱) اس تصریح سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ حضرت سہلہ نے منہ لگا کر دودھ نہ پلایا تھا وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے ہونے کے بعد حرمت کا ثابت ہونا حضرت سہلہ کی خصوصیت تھی دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے واقعة حال لا عموم لھا۔ یعنی خاص کو حجت نہیں بنایا جاتا ہے۔ اور خاص کو دلیل بنا کر اس پر عام حکم

مرتب کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ اصول قاعدۂ کلیہ کی حیثیت رکھتی ہے ورنہ بہت ساری چیزیں جائز قرار پائیں گی۔ اور اسلام کی شکل وصورت بگڑ کر رہ جائے گی۔

اختصاص کی چند مثالیں

رسول اللہ ﷺ نے ابو بردہ کیلئے چھ ماہ کی بکری کی قربانی جائز فرما دی (بخاری) عقبہ ابن عامر کو بھی چھ مہینے کی بکری کو قربانی کرنے کی اجازت دی۔ (بخاری) ام عطیہ کو میت پر رونے کی رخصت عطا کیا (مسلم) جس عورت کا شوہر انتقال کر جاتا ہے اس عورت پر چار مہینے دس دن سوگ کی عدت گذارنا لازم ہے جیسا کہ قرآن میں ہے یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر طیار کی شہادت کے بعد انکی بیوی اسماء بنت عمیس سے فرمایا تسلبی ثلثا ثم اصنعی ما شئت تین دن سنگار نہ کرو پھر جو چاہو کرو یعنی عدت وفات ان کے لئے معاف فرما کر تین دن کے بعد دوسرے سے شادی کرنے کی اجازت دیدی (طبقات ابن سعد) ایک صحابی کیلئے مہر کی جگہ صرف سورت قرآن سکھانے کو کافی کر دیا (ابن سکن) خزیمہ بن ثابت کی گواہی کو شہادت کا نصاب کامل کر دیا (ابوداؤد) جبکہ کسی دعوے کو ثابت کرنے کے لئے دو شخص کی شہادت کا ہونا لازم ہے۔ سلمیٰ ابن صخر نے روزے کی حالت میں جماع کر لیا سرکار نے کھجور عطا کیا اور فرمایا خود کھالو اور گھر والوں کو کھلا دو۔ اسی سے تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (بخاری) عبدالرحمٰن ابن عوف کو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دی اسی طرح زبیر ابن العوام کو بھی ریشم کے کپڑے پہننے کی اجازت دی (بخاری) حضرت علی کو ناپاکی کی حالت میں مسجد

جانے کی اجازت دی (ترمذی) براء ابن عازب کیلئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز قرار دیا(بخاری) سراقہ ابن مالک کیلئے کسریٰ کے سونے کی کنگن کو پہننا جائز کردیا۔(بیہقی) اس کے سوا رخصت کی بہت ساری حدیثیں موجود ہیں۔اسے عام حکم دے کر جائز قرار نہیں دیا جاسکتا ہے ورنہ جتنی چیزیں اسلام کے اندر ناجائز وحرام ہیں سب چیزیں حلال قرار پائیں گی۔ اسی طرح دودھ پلانے والی حدیث کا معاملہ ہے کہ وہ خاص ہے دوسرے کو اس کا حکم نہیں دیا جاسکتا ہے۔ثابت ہوگیا کہ ایک جوان مرد کو جوان اجنبیہ عورت کا دودھ پلانا ناجائز وحرام ہے اور اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔دودھ پلانا تو درکنار اجنبیہ عورت کو دیکھنا بھی حرام ہے۔جو قرآن واحادیث سے واضح ہے۔

﴿پردہ﴾

خداوند قدوس فرماتا ہے اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو(النور آیت ۲۷) کسی کے گھر جھانکنے والوں کی گھر والے نے آنکھ پھوڑ دی تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔(بخاری) مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے۔(النور آیت ۳۰) مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں اس کے سوا جو ظاہر ہے اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے نکل مارے رہیں۔اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہر کے۔ان آیات سے دیکھنا حرام قرار پایا زینت سنگار کو چھپانا واجب ہے اور اس کا ظاہر کرنا حرام ہے جسم کے ہران

حصوں کو ظاہر کرنا حرام ہے جن کا چھپانا لازم وواجب ہے۔ ثلث عورات لکم (النور آیت ۵۸) یہ تینوں وقت تمہاری خلوت اور پردہ کے ہیں اوقات ثلاثہ میں گھر میں کام کرنے والوں کو بھی بغیر اجازت اندر آنا منع ہے۔ عورت کو اس لئے عورت کہا جاتا ہے کہ غیر مردوں کے سامنے اس کا ظاہر اور عریاں کرنا شریعت میں حرام ہے۔ بناؤ سنگار کرنے والی عورتوں پر مکمل پردہ لازم ہے۔ کسی چیز کو مانگنا ہے تو پردے کے پیچھے سے مانگو (احزاب آیت ۵۳) اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔ (احزاب ۵۹) یہاں تک کہ پازیب کی جھنکار کی آواز پر بھی پابندی عائد ہے اس کی آواز کا سنانا بھی حرام ہے حدیث میں ہے کہ عورت عورت ہے یعنی پردے میں رکھنے کی چیز ہے ام المومنین کو ابن ام مکتوم نابینا صحابی سے پردے کا حکم دیا گیا حضرت علی سے کہا گیا کہ اگر اجنبیہ عورت پر نظر پڑ جائے تو نگاہ پھیر لیا کرو کیونکہ دوبارہ اس کی جانب دیکھنا جائز نہیں۔ تو ایک اجنبیہ عورت کو کیسے اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ اپنا دودھ ایک جوان اجنبی مرد کو پلائے کیونکہ دودھ پلانے سے پہلے اسے بے پردہ ہونا پڑے گا اور یہ حرام ہے۔

معاشرے پر ایک نظر

ہزاروں ہزار عورتیں آج کمپنیوں میں کام کر رہی ہیں لاکھوں لاکھ جوان لڑکیاں اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں پڑھ رہی ہیں ان کے علاوہ دکانوں بازاروں کورٹوں، کچہریوں، اسپتالوں و دیگر محکموں میں کام کر رہی ہیں نوکریاں کر رہی ہیں جہاں پردوں کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ جہاں بے پناہ اجنبی مردوں لڑکوں سے آمنا سامنا ہوتا رہتا ہے جن

سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔تو کیا سب کو عورتیں اپنا دودھ پلائیں گی اور معاشرے کے تمام مردوں کو اپنا رضاعی بیٹا بنالیں گی تو پھر بتائیں کہ اپنے بچے بچیوں کی شادیاں کہاں کریں گی چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ان اللہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب (ترمذی) جو رشتہ نسب میں حرام ہے وہ رشتہ رضاعت میں بھی حرام ہے۔ پھر کیا عورتوں کے پاس دودھ کی نہریں ہوتی ہیں کہ جب چاہیں دودھ پلادیں کنواری لڑکیاں جن کے پستان میں دودھ کا وجود ہی نہیں ہوتا وہ کیا کریں گی۔وہ عورتیں جنہیں دودھ نہیں آتا ہے اور وہ لڑکیاں ابھی دودھ نہیں آتا ہے۔تو بتائیں کہ ان عورتوں اور لڑکیوں کو حرام سے بچانے کی کیا صورت ہوگی۔ پھر ایک شوہر کیا اسے خوشی سے قبول کرلے گا کہ اس کی بیوی سب کو اپنا جسم دکھاتی پھرے اسے بیٹا بنا کر اس کے ساتھ گھومتی پھرے۔اس نازیبا حرکت کو شوہر اگر گوارہ نہیں کرے گا تو اس کا انجام کیا ہوگا۔طلاق واقع ہوگی تو وہ عورت پھر کس سے شادی کرے گی۔اور کہاں جائے گی۔ پھر جب ایک جوان مرد کا ہاتھ منہ بلکہ پورا جسم ایک جوان عورت کے جسم سے مس ہوگا تو کیا خواہشات جنسی کا طوفان نہ اٹھے گا اس وقت اس طوفان کو روکنے کی صورت کیا ہوگی۔آج فتنوں کا دور ہے برائیاں بڑھ چکی ہیں زناکاریاں عام ہوتی چلی جارہی ہیں برائیوں کے تمام ساز وسامان گھروں میں موجود ہیں ایسے ماحول میں ان چیزوں کے جائز ہونے کا فتوی دینا کیا کمینوں کے ہاتھ ہتھیار دینا نہیں ہوگا، کیا وہ بے خوف و خطر زنا کرتے ہوئے نظر نہیں آئیں گے اس لئے کہ جب انہیں کہیں دکھا جائے گا۔تو کیا وہ یہ بہانا نہیں بنائیگا کہ یہ میری رضاعی ماں ہے یا رضاعی بہن ہے۔یہ بہانا بنا کر پھر وہ بڑی آزادی کے ساتھ اس کے ساتھ آنا جانا، ملنا جلنا نہیں کریگا۔اور اسے کوئی منع کرنے والا بھی

نہیں ہوگا ہے۔ چونکہ رضاعی ماں بہن سے پردہ نہیں ہوتا ہے۔ آنا جانا، ملنا جلنا، اس کے ساتھ سیر وتفریح کرنا سفر کرنا سب جائز ہوتا ہے۔ ذرا غور کریں کہ اسلامی معاشرہ کن راہوں پہ کھڑا ہوگا کیا گھر زنا کاری کا اڈہ نہیں بن جائے گا۔ صرف اس کی اجازت دیگر مفتیان سعودیہ وہابیہ اسلام کو کہاں تک پہونچانا چاہتے ہیں۔ ہرگز ہرگز اسلام اس کی اجازت نہیں دے سکتا ہے ان تمام شواہدات وحوالجات سے واضح ہوجاتا ہے کہ بالغ مرد کو عورت کے دودھ پلا دینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور دودھ پلانا اجنبیہ کا حرام سخت حرام ہے اس کی اجازت دینا زنا کی اجازت دینا ہے۔ وہابیہ کے اس فتوے سے کتنے شوہر پر بیوی حرام ہوچکی ہوگی۔ کیونکہ شوہر اپنی بیوی کا پستان منہ میں لیتا ہے اگر سوئے اتفاق دودھ حلق کے اندر اتر گیا ہوگا تو شوہر اس عورت کا رضاعی بیٹا ہوگیا اس کے نکاح کا کیا حال ہوگا۔ وہابیہ کا ایمان تو بہت پہلے ہی ختم ہوچکا تھا اب عقل بھی ماری جارہی ہے۔

خلاصہ

ان تمام دلائل و براھین سے وہابیہ کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہوگی یہ خود کو غیر مقلد اسی لئے تو کہتے ہیں تاکہ انہیں آوارہ گردی کرنے کا موقع ملے۔ عدم تقلید کرنے کے بہانے جہاں چاہیں منہ ماریں جسے چاہیں حلال کرکے استعمال کرلیں۔ یہ تو ایک مسئلہ ہے جہاں ہزاروں اعتراضات کے دروازے کھل رہے ہیں ورنہ ان کے سارے مسائل بیان کردئے جائیں تو اور کتنے اعتراض کھڑے ہوسکتے ہیں۔ وہابیہ کے یہاں اس طرح کے گندے مسائل کی کوئی کمی نہیں ہے۔ جسے دیکھنا ہو ہماری کتاب اہل حدیث کی حقیقت کا مطالعہ کریں رسول

اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ضرور میری امت میں ایسے لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑے شراب اور باجوں کو (بخاری) اس حدیث کے مصداق یہی لوگ ہیں ایک مقام پر میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں ڈرتا ہوں کہ جس طرح وہ لوگ عام راستوں پر صحبت کرتے ہیں کہیں میری امتی نہ کرنے لگیں بالمحاوا وہ لوگ ماں سے زنا کرتے ہیں کہیں ۔میری امتی نہ کرنے لگیں صحابہ نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں۔تو آقا علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہودی لوگ ہیں ۔آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ یہودی کی اولاد کس طرح زنا کاری کو عام کرنا چاہتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق سے رحمت عالم نے فرمایا ہے کہ جہنمی کہتے ہیں ایک مقام پر قیامت کی نشانیاں شمار کراتے ہوئے غیب داں رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جاہل لوگ فتوی دیں گے خود بھی گمراہ ہونگے ۔اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔واضح ہے کہ نااہل لوگ جب فتوی دیں گے تو اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔یہی نا کہ پورا معاشرہ تباہیوں کے دہانے پر پہنچ جائے گا۔اور اسلام کا پورا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔اپ سوچ سکتے ہیں کہ مفتیان وہابیہ اپنے گھروں میں کیا کیا گل مچار ہے ہونگے اللہ ہی بہتر جانے ۔اپنی بیٹی ، بیوی ، ماں بہو کے ساتھ ان کا سلوک کس طرح کا ہوتا ہوگا کیا فتوی دینے سے پہلے اس فتوے پر ان کا عمل نہیں رہا ہوگا۔ یقینارہا ہوگا۔میں اہل حدیث اور دیوبندیوں کے بھولے بھالے لوگوں سے کہونگا کہ اب تو ذرا ہوش میں آؤ کہ یہ تمہاری ماں، بہن، بیٹی، بہو کو کیا بنانا چاہتے ہیں کیا تم اسے گوارہ کردگے کہ تمہاری ماں ،،بہن، بیٹی ہر اجنبی جوان مرد کو دودھ پلاتی پھرے مجھے یقین ہے آپ اسے کبھی گوارہ نہیں کریں گے تو پھر وہابی مذھب سے توبہ کرلو۔اور یہ یقین کرلو کہ اس کا اسلام سے

کوئی واسطہ نہیں ہے ان کے ڈگر پر چلنا چھوڑ دو اپنے ایمان وعقیدے عزت وآبرو کو دنیا کے چند سکوں کے بدلے نہ بیچو۔ جو تاجدار مدینہ کا نہ ہوسکا جو اسلام کا نہ ہوسکا۔ وہ تمہارا کیا ہوگا۔ جو الفرقان کی اشاعت کے بعد بھی امریکہ سے اپنا رشتہ نہ توڑ سکا تم ایسے اسلام کے دشمن کو سینے سے لگاتے ہو ہر بات میں اس کا حوالہ پیش کرتے ہو اللہ تمہیں ھدایت کی توفیق بخشے اہلسنت وجماعت کو اللہ اس طوفان بدتمیزی بچا کر جان ومال عزت وآبرو کی حفاظت فرمائے۔ ہماری ماں بہنوں کو حجاب وپردے کی قدر ومنزلت جاننے کی توفیق بخشے تاکہ وہ اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کیلئے حجاب وپردے کی پابند بنجائے۔ امین

موسیقی کی حرمت پر دلائل

آلات تین قسم کے ہیں وہ آلات جو اعلان کیلئے بنائے گئے ہیں اس کا مقصد اگر لہو ولعب نہ ہو۔ جیسے دف بغیر جھانجھ ، نقارہ، گھنٹیاں وغیرہ تو اس کا استعمال بالاتفاق جائز ہے۔ وہ آلات جو کھیل کود اور تماشے کیلئے بنائے گئے ہوں اور فاسقوں کا شعار ہو ہے۔ جیسے ستار، ہارمونیم، طبلہ، سارنگی، ڈھولک، طنبورہ، ایک تارہ، دوتارہ، چنگ وغیرہ تو ان کے حرام ہونے پر بھی سب کا اتفاق ہے موسیقی کے تمام ساز وسامان بغیر کسی استثناء کے جمہور فقہا کے نزدیک ناجائز وحرام ہیں۔ جمہور دلیل میں قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں۔ کہ ارشاد باری ہے۔ انسانوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو سامان دلفریب خرید لاتے ہیں۔ (لقمن آیت ۶) اس آیت میں لھو الحدیث سے مراد غنا اور مزامیر ہیں ابن مسعود نے تین مرتبہ قسم کھا کر کہا کہ اس سے مراد غنا ہے (جلالین ص ۳۴۶) ابن عباس نے بھی قسم کھا کر کہا کہ اس سے مراد غنا

ہے (مدارک) واضح ہوا کہ موسیقی شریعت اسلامیہ میں حرام ہے۔ جس پر قرآن کی یہ آیت ناطق ہے۔ اور بہکا دے ان میں جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے (اسراء آیت ۶۴) مجاھد نے فرمایا کہ آواز سے مراد غنا اور مزامیر ہے۔ صاحب جلالین نے بھی غنا اور مزامیر ہی مراد لیا ہے بلکہ ہر ان چیزوں کو شامل کیا ہے جو لوگوں کو معصیت میں مبتلا کر دے (جلالین ص ۲۳۵) اس آیت سے بھی موسیقی کی حرمت ثابت ہوگئی۔ جیسا کہ مفسرین کی تفسیر سے معلوم ہوا۔ اور تم کھیل میں پڑے ہو (النجم آیت ۵۹/۶۱) ابو عبیدہ نے کہا کہ سمود کا معنی لغت حمیر میں غنا ہے۔ عکرمہ اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ یمنی زبان میں سمود غنا کو کہتے ہیں (روح المعانی ج ۲۷ ص ۲۷) اس آیت کی تفسیر سے بھی موسیقی کا حرام ہونا ثابت ہوا۔ اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے (الفرقان آیت ۷۲) مجاھد فرماتے ہیں کہ یقیناً زور غنا ہے (جلالین ص ۳۰۸) بخاری میں مرفوعا روایت ہے کہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جو آزاد عورت کی شرمگاہ یعنی زنا۔ ریشم۔ شراب۔ اور گانے بجانے کو حلال ٹھہرائیں گے۔ (ج ۲ ص ۸۳۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے باجوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے (مرقات) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں نغمہ کے وقت باجے کی۔ مصیبت کے وقت رونے کی۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ غنا زنا کی سیڑھی ہے (ابن کثیر) مجاہد نے کہا کہ میں ایک مرتبہ ابن عمر کے ہمراہ تھا انہوں نے طبلے کی آواز کو سنا تو اپنی انگلیوں کو کانوں میں ڈال لیا پھر نکالا اس طرح تین مرتبہ کیا پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ (ابن ماجہ باب الغنا ص ۱۳۷) نبی کریم ﷺ نے کہا کہ اس امت میں بھی زمین میں دھنسنا صورت کا بگڑ کر خراب ہو جانا اور پتھروں سے مارنا پایا

جائے گا ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کب ہوگا تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ایسا کب ہوگا جب باندی کی حکومت ہوگی اور گانا بجانا اور شراب پینا عام ہو جائے گا (ترمذی ابواب الفتن) معازف یعنی گانے بجانے کے آلات وعلم ہیں اور راگ کو بھی موسیقی کہتے ہیں۔ مزمار کے معنی لغت میں بانسری کے ہے اسی کی جمع مزامیر ہے۔ لیکن عرف عام میں موسیقی۔ راگ اور اس کے ساز وسامان کو کہتے ہیں جس کی حرمت کتاب وسنت سے ثابت ہوگئی۔ پھر بھی موسیقی کی حرمت کے دلائل الکلبانی کو قرآن واحادیث سے نہ ملے تو یہ اس کی جہالت ہوگی یا اس کے بدعقیدگی کا نتیجہ ہوگا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ۔

آنکھ والے تیری جوبن کا تماشہ دیکھے

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ان دلائل و براھین سے واضح ہوگیا کہ انہیں اسلام سے یا اسلامی قانون سے کوئی سروکار نہیں ہے وہ صرف لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے اسلام کا سہارا لیتا ہے اگر انہیں اسلام کا لحاظ و پاس ہوتا تو حلال قرار نہ دیتا جب کہ اس کی حرمت پر کتاب وسنت ناطق ہے یہ شیطان کی اولاد اس کے سوا اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ اللہ اہلسنت کے ہر ہر فرد کو ان کے منحوس سایہ سے بچائے ان حوالجات کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ موسیقی شریعت اسلام میں حرام ہے۔ اور اس کی حرمت پر تمام مجتہدین فقہا کا اتفاق واجماع ہے۔ ان وہابیہ کے بارے میں سچ کہا تھا قمر شاعر نے کہ۔

پڑھتا ہوں تو کہتی ہے یہ خالق کی کتاب

ہے مثل یہودی یہ سعودی بھی عذاب

اس قوم کے بارے میں قمر کیا لکھے

کعبے کی کمائی سے جو پیتے ہیں شراب

دعائیہ کلمات

صدر وسکریٹری وارا کین سنی جمعیۃ العلماء کمیٹی وشہریان شیموگہ بالخصوص مولانا کاشف ابن محمد ذاکر گوتم پورم بنگلور کو اور ان کے اہل خاندان واحباب اقربا کو نیز جمیع فارغین طلباء اور اس کے اہل خاندان اور جملہ طلباء جامعہ واساتذہ جامعہ اور ان کے اہل خاندان اور جامعہ ھذا کے معاونین ومخلصین اور ان کے اہل خاندان کو نیز مجھے اور میرے اہل خاندان کو دارین کی سعادت ازلیہ وابدیہ سے بہرہ مند فرما کر مزید دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے امین بجاہ سید المرسلین۔

سنی جمعیۃ العلماء کمیٹی کے اسمائے گرامی

☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب عبدالستار بیگ صاحب نظامی صدر

جناب عبدالماجد خان صاحب رضوی نائب صدر

جناب محمد شفیع صاحب صوفی ایم۔ڈی۔ٹی

جناب عبدالصمد صاحب رضوی

جناب آفتاب پرویز صاحب جنرل سکریٹری

جناب حسن علی خان صاحب آفریدی جوائنٹ سکریٹری

جناب T محمد غوث صاحب رضوی

جناب محمد سمیع اللہ صاحب فروٹ مرچنٹ خازن

جناب عبدالنذیر صاحب قادری رضوی۔سابق سکریٹری

جناب الحاج عثمان خان صاحب نظامی

جناب محمد محبوب خان صاحب قادری رضوی

جناب الحاج ٹی نور محمد صاحب

جناب سید عبدالرحمٰن صاحب رضوی

جناب A محمد قاسم صاحب

جناب عباس خان صاحب رضوی

جناب انصر پاشاہ صاحب

جناب ڈی منیر صاحب

جناب سید عطاء اللہ صاحب رضوی

جناب سمیع اللہ خان صاحب

جناب عتیق احمد صاحب

جناب مزمل پاشاہ صاحب

جناب عبدالعابد صاحب

جناب مخدوم حسین صاحب

جناب جمشید پاشاہ صاحب

جناب محمد سہیل احمد صاحب

جناب عبدالمناف صاحب

صوبہ کرناٹک کا بے مثال ادارہ
دار لعلوم جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان

ادارہ ہذا مسلک اعلحضرت کی ترویج واشاعت کا ترجمان، تحفظ ناموسِ رسالت کا پاسبان، عقائدہ اہلسنت کی پہچان ، بزرگانِ دین کی محبتوں کی جان ہے جو سرزمین شیموگہ پر قلب شہر میں سنّی جامع مسجد کے عقب میں واقع ھے۔ تقریباً 27 سالوں سے قومی، ملی، دینی خدمات انجام دیتا آرہاھے۔ ابتداء مکتب کی شکل میں تھا مگر سنّی جمعیۃ العلماء کمیٹی کے جہد مسلسل انتھک کوششوں نے چار چاند لگا کر رکھدی، الحمدللہ، آج آپ کی نیک دعاؤں سے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ جو محتاج تعارف نہیں یعنی ابتدائی تعلیم سے لیکر مولوی، عالم، فاضل تک کی مکمل تعلم ہوتی ہے نیز شعبہء حفظ وقرآت کا بھی بہترین انتظام ہے۔ فی الوقت 200 طلباء 12 مستند قابل ذی استعداد اساتذہ کرام کے زیرنگرانی علم دین سے سیراب ہورہے ہیں۔ جن کے کھانے پینے، رہنے سہنے، علاج ومعالجہ کا معقول انتظام ھے۔ قدیم عمارت ناکافی ہونے کی وجہ سے 52 کمروں پر مشتمل سہ منزلہ خوبصورت بلڈنگ وجود میں آئی اب جدید عمارت درس وتدریس کے فرائض انجام دیۓ جاتے ہیں، دارالافتاء، دارالقضا بھی قائم ہے۔ جہاں شرعی فیصلے، ونزاعی مسائل کے حل بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں کیۓ جاتے ہیں ادارہ ہذا کی کوئی جائداد ومستقل آمدنی نہیں ہے صرف اور صرف آپ حضرات کے تعاون سے ہی چلتا ہے۔ لہذا آپ اپنے محبوب ادارہ کو نہ بھولیں۔ اور ہر موقع پر یاد کر کے گراں قدر تعاون مثلاً۔ صدقات، فطرات، عطیات، زکوٰۃ۔ خیرات کے تعاون

سے اس علمی چمن کو شاداب بنائیں

اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو اسکا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

فون: 08182-220661

Prntd by : Paramount Infotech, Shimoga, Ph.: 9343300394,